کیا نواز شریف، بھٹو بننا چاہتے ہیں ؟

پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن نصرت بھٹو نے ایک بیان میں کہا ہے کہ "نواز شریف بھٹو بننا چاہتے ہیں اور وہ بھٹو کی پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں"

نواز شریف اگر بھٹو کی پالیسیوں پر عمل پیرا تھے تو پیپلز پارٹی کو ان کا ساتھ دینا چاہئے تھا اور اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا کہ "پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے" لیکن اصل بات یہ ہے کہ پی پی پی کو نواز شریف کا وجود ہی برداشت نہیں تھا۔ تبھی تو وہ بابا کے ساتھ مل کے نواز شریف حکومت ختم کرنے کے درپئے تھی ورنہ مسئلہ تو بہت آسان تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پی پی پی بہر حال اقتدار میں رہنے کی خواہشمند ہے اسی لئے وہ نگران حکومت جیسے ہنگامی اقتدار کو بھی غنیمت سمجھ کے اس میں شامل ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ آصف زرداری بھی اقتدار کے جھولنے میں بیٹھ گئے ہیں۔

بے نظیر بڑے قد آور سیاسی باپ کی بیٹی ہیں۔ ان سے اس سازش کی توقع نہیں تھی۔ بڑے باپ کی چھوٹی بیٹی کا قد چھوٹا ہو گیا اور تاریخ انہیں قلوپطرہ کی طرح دھوکہ باز لکھے گی۔ انہوں نے مستقبل کی تاریک کھائی میں کود کر اپنا "شاندار" ماضی داغدار کر لیا ہے۔ اقتدار کی چند روزہ نشہ آور گیس ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے۔ وہ بھٹو، ضیاءالحق اور آصف نواز سے زیادہ محفوظ نہیں ہیں۔ انہیں ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہئے اور انتقام کی سیاست سے کنارہ کشی کر لینی چاہیئے۔ انتقام انسان کے دل و دماغ اور آنکھوں کو بھی اندھا کر دیتا ہے اور وہ صاف ستھری سیاست نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیادت بے داغ رہ سکتی ہے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ پیپلز پارٹی جسے ملک کی سب سے بڑی عوامی سیاسی جماعت ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس نے بھی قومی سیاست کی بجائے محلاتی سازشوں اور مفاد پرستی سے بھرپور سیاست اختیار کر لی ہے۔ جس نے ملک میں مستقل عدم استحکام اور بحران کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔

نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب نے انگریز دور کے امراء کا کردار ادا کیا ہے ساری عمر جس طریق کار اور سیاست کی نفی کی۔ آخر عمر میں وہی توشۂ آخرت بنی۔ میں نہیں سمجھتا کہ نواب صاحب کا موجودہ طریق کار کسی اعتبار سے بھی جمہوری عمل کہلانے کا مستحق ہو۔ نواب صاحب اپنے ان اسلاف کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھیں تو ان کا کوئی عمل اس ڈھب کا نہیں دکھا سکتے۔ اپنے طرز عمل کی وجہ سے نواب صاحب کسی اصول پرست آدمی سے آنکھ نہیں ملا سکتے ہیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ نواب صاحب اتنے بدل گئے ہیں۔ اس جمہوریت کو خدا خراب کرے جس نے اخلاقی اقدار بھی تباہ کر دی ہیں جو شخص تمام عمر انتخابات اور اسمبلیوں کے تحفظ کی بات کرتا رہا۔ اس نے پوری شد و مد کے ساتھ اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کیا۔ اور خاتمہ کرا کر ہی دم لیا۔

اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال انتہائی غیر یقینی اور غیر مستحکم ہے۔ سیاسی گرگے سازشوں کے جال بڑی تیزی اور مہارت سے بن رہے ہیں۔ ابھی تک مطلع ابر آلود ہے۔ تاہم سیاسی شعور رکھنے والے ہر بالغ نظر کے ذہن میں مختلف سوالات ابھر رہے ہیں کہ

کیا نواز شریف بھٹو بننا چاہتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کیا بھٹو کے انجام سے وہ باخبر نہیں؟ کیا انتخابات مقررہ وقت پر ہوں گے؟ کیا پیپلز پارٹی اور نواز شریف صدر کے خلاف متحد ہو جائیں گے؟ حزب اختلاف کے باقی ماندہ سیاست دانوں کا مستقبل کیا ہے؟ آئندہ انتخابات میں علماء کرام اور دینی جماعتوں کو کیا حیثیت ملے گی؟ اب اسلام کا نام کون استعمال کرے گا؟ کیا مارشل لاء نافذ ہو جائے گا؟

ان سوالات کے جواب میں حتمی طور پر فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا تاہم ایک بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کے ذریعے نفاذ اسلام کا تجربہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور آئندہ اس مکروہ سیاسی کھیل میں اسلام کا نام بھی استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ ہاں اگر دینی جماعتیں تمام سیاسی گروپوں سے یکسر بے نیاز ہو کر اپنی قوت کا علیحدہ مظاہرہ کریں تو ملک کی سیاسی تاریخ میں یہ ایک خوشگوار دھماکہ ہوگا اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس سے جدوجہد کا ایک رخ متعین ہو جائے گا۔ اور کامیابی کے امکانات روشن ہیں۔ اگر موجودہ سیاسی رسہ کشی نے طول اختیار کیا اور نزاع کی کیفیت میں شدت پیدا ہوئی تو مارشل لاء کے نفاذ کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا۔

علم و ادب اور تاریخ و سیرت سے دلچسپی رکھنے والے باذوق قارئین کے مطالعہ کیلئے دو اہم کتابیں

فدائے احرار، عظیم مجاہد آزادی
مولانا محمد گل شیر شہید
مؤلف: محمد عمر فاروق : قیمت /۱۵۰ روپے

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار
چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی
نایاب اور اہم کتاب "شعور"
قیمت — ۳۵ روپے

شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجیے!

یاد رکھئے! ہم مسلمان ہیں اور مرزائی کافر مرتد!
ہم اگر اُن کی مصنوعات استعمال کریں گے تو وہ ہمارے سرمائے سے ہمارے خلاف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آسانیاں پائیں گے،
فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بائیکاٹ یا ——؟